ISSN – 2277-7911
Impact Factor – 5.519

YOUNG RESEARCHER
A Multidisciplinary Peer-Reviewed Refereed Research Journal

Jan-Feb-Mar 2024
Vol. 13 No. 1

عزیز احمد کی ناول نگاری میں تحلیلِ نفسی

پروفیسر طارق حسین تمکین

ایسوسیٹ پروفیسر (جموں و کشمیر)

Corresponding Author: *پروفیسر طارق حسین تمکین*

DOI - 10.5281/zenodo.22873396

تلخیص:

اردو ناول کی روایت میں عزیز احمد کو ایک اہم اور منفرد مقام حاصل ہے۔ ان کی ناول نگاری کا نمایاں وصف انسانی شخصیت کے باطنی اور نفسیاتی پہلوؤں کی عکاسی ہے۔ عزیز احمد نے اپنے ناولوں میں انسانی خواہشات، محرومیوں، جذباتی کشمکش، احساسِ کمتری، جنسی محرکات اور لاشعوری میلانات کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ ان کی تخلیقات میں فرائڈ کے نظریۂ تحلیلِ نفسی کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں عزیز احمد کے معروف ناول „گریز" کے حوالے سے ان کے فن میں تحلیلِ نفسی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ناول „گریز" کا مرکزی کردار نعیم انسانی شخصیت کی داخلی کشمکش اور شعوری و لاشعوری محرکات کی ایک نمایاں مثال ہے۔ بلقیس، میری پاول، ایلس اور مارگریٹ کے ساتھ اس کے تعلقات محض خارجی واقعات نہیں بلکہ اس کی داخلی شخصیت، غیر آسودہ خواہشات اور جذباتی انتشار کی عکاسی کرتے ہیں۔ نعیم کے خواب، نیم خوابی کی کیفیات، یادوں کی شدت اور جذباتی کشمکش کے ذریعے مصنف نے انسانی ذہن کے ان پوشیدہ گوشوں کو نمایاں کیا ہے جو تحلیلِ نفسی کے بنیادی مباحث سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقالے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عزیز احمد نے اردو ناول میں انسانی شخصیت کے نفسیاتی مطالعے کو ایک نئی جہت عطا کی اور جنسی و نفسیاتی محرکات کو فن کارانہ انداز میں اپنے ناولوں کا حصہ بنایا۔

کلیدی الفاظ:

عزیز احمد، اردو ناول، تحلیلِ نفسی، فرائڈ، شعور، لاشعور، تحت الشعور، جنسی نفسیات، خواب، نفسیاتی کشمکش، گریز، نعیم۔

تعارف

:

اردو ناول کی تاریخ میں مختلف ادوار میں مختلف فکری اور فنی رجحانات سامنے آئے۔ ابتدائی دور میں اردو ناول زیادہ تر اصلاحی، سماجی، تاریخی اور رومانوی موضوعات کے گرد گردش کرتا رہا، لیکن وقت کے ساتھ انسانی شخصیت کے داخلی اور نفسیاتی مسائل بھی ناول نگاروں کی توجہ کا مرکز بننے لگے۔ جدید ادب نے انسان کو محض ایک سماجی وجود کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ اس کے باطن، جذبات، خواہشات، محرومیوں اور ذہنی کشمکش کو بھی موضوعِ بحث بنایا۔

اسی جدید فکری رجحان کے نمائندہ ناول نگاروں میں عزیز احمد کا نام خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ان کی ناول نگاری میں انسانی زندگی کے خارجی مسائل کے ساتھ ساتھ انسان کی داخلی دنیا کا بھی گہرا مطالعہ ملتا ہے۔ مغربی ادب کے وسیع مطالعے اور جدید نفسیاتی نظریات سے واقفیت نے ان کے فن کو ایک منفرد جہت عطا کی۔ خصوصاً فرائڈ کے نظریۂ تحلیلِ نفسی کے بعض بنیادی تصورات، مثلاً شعور،

موضوعات اور انسانی خواہشات کا نسبتاً کھلا بیان ملتا ہے۔ ان کی ناول نگاری میں فرائڈ کے نفسیاتی نظریات کے اثرات بھی نمایاں ہیں۔

ان کے ابتدائی ناول „ہوس“ اور „مرمر اور خون“ جنسی احساسات اور انسانی خواہشات کی عکاسی کرتے ہیں۔ چونکہ یہ ان کی ابتدائی تخلیقی کوششیں تھیں، اس لیے ان میں فنی پختگی نسبتاً کم محسوس ہوتی ہے۔ البتہ „آگ“ اور „شبنم“ میں گہرا مشاہدہ اور فنی شعور زیادہ نمایاں ہے۔ „ایسی بلندی ایسی پستی“ کو بھی اردو دنیا میں خاصی پذیرائی حاصل ہوئی، لیکن „گریز“ کو عزیز احمد کی ناول نگاری میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

:ناول „گریز“ اور نفسیاتی کردار نگاری

„ گریز“ عزیز احمد کا ایک اہم اور پختہ ناول ہے۔ اس میں شعور اور لاشعور کی کارفرمائی کے ذریعے انسانی کرداروں کو زیادہ گہرائی کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اس سے یہ مراد نہیں کہ عزیز احمد سے پہلے اردو ناول میں کردار نگاری حقیقت سے انحراف کرتی تھی۔ یہاں حقیقت نگاری سے مراد انسانی شخصیت کے ان داخلی اور نفسیاتی پہلوؤں کی حقیقت نگاری ہے جن کا تعلق خواہشات، جذبات اور جنسی احساسات سے ہے۔

بادی، رسوا، پریم چند اور دیگر بہت سے ناول نگاروں نے اپنے اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات کے پس منظر میں کردار نگاری کی، جب کہ عزیز احمد کے کرداروں میں داخلی زندگی اور ذہنی کشمکش کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہی فرق عزیز احمد کی نفسیاتی کردار نگاری کو ایک منفرد حیثیت عطا کرتا ہے۔

مثلاً ناول „گریز“ کا اہم کردار نعیم ایک پیچیدہ نفسیاتی شخصیت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اسے خود بھی اس بات کا مکمل علم نہیں کہ وہ حقیقی محبت کس لڑکی سے کرتا ہے۔ جب تک وہ ہندوستان کے حیدرآباد میں زیر تعلیم رہتا ہے، اس کی چچا زاد بہن بلقیس اس کے ذہن پر چھائی رہتی ہے، لیکن مزید تعلیم کے لیے یورپ پہنچنے کے بعد وہ میری

لاشعور، خواب، دبی ہوئی خواہشات اور جنسی محرکات، ان کے ناولوں کے مطالعے میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

عزیز احمد نے انسانی شخصیت کے ان گوشوں کو موضوع بنایا جنھیں عمومی سماجی زندگی میں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان کے کردار خارجی حالات کے ساتھ ساتھ اپنی داخلی کشمکش سے بھی نبرد آزما نظر آتے ہیں۔ یہی خصوصیت ان کی ناول نگاری کو اردو کے بہت سے دوسرے ناول نگاروں سے ممتاز کرتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں عزیز احمد کے ناول „گریز“ کو بنیاد بنا کر ان کے فن میں تحلیلِ نفسی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

:عزیز احمد کی ناول نگاری اور نفسیاتی شعور

عزیز احمد نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز گزشتہ صدی کے ابتدائی دور میں کیا۔ ان کا پہلا ناول „ہوس“ 1932ء میں منظرِ عام پر آیا۔ لوگوں نے اسے بہت سراہا، جس کے نتیجے میں اگلے برسوں میں انھوں نے مزید ناول لکھے، جن میں „مرمر اور خون“، „گریز“، „آگ“، „ایسی بلندی ایسی پستی“ اور „شبنم“ شامل ہیں۔ یہ ناول اردو ناول کی ترقی و ارتقا میں اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں۔

عزیز احمد کا شعور چونکہ تنقیدی نوعیت کا تھا اور مغربی ادب کا بھی انھوں نے گہرا مطالعہ کیا تھا، اس لیے ان کی ناول نگاری میں جدید فکری رجحانات کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ جب ہم اس عہد کے ناول نگاروں پر نظر ڈالتے ہیں تو عزیز احمد ایک ایسے ناول نگار کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں جنھوں نے انسانی نفسیات، بالخصوص جنسی نفسیات، کو بے باکی کے ساتھ اپنے فن کا حصہ بنایا۔

جنسیات دراصل انسانی زندگی کا ایک بنیادی پہلو ہے اور ادب و آرٹ میں بھی اس کی مختلف صورتیں زمانۂ قدیم سے موجود رہی ہیں۔ عریاں نگاری یا انسانی جسم کے بعض پہلوؤں کی ادبی و فنی پیش کش قبلِ مسیح سے لے کر موجودہ عہد تک مختلف تہذیبوں کے ادب اور فن میں دکھائی دیتی ہے۔ عزیز احمد کے ناولوں میں بھی جنسی

اب وہ بلقیس کے برابر آ گیا ہے۔ اپنی ڈائری میں وہ اپنے ان جذبات کا اظہار یوں کرتا ہے:

” ......کشش کا بہت بڑا باعث یہ تھا کہ میری مفلسانہ طالبِ علمی کے زمانے میں وہ میری پہنچ سے باہر تھی--- آئی سی ایس کے انتخاب نے مجھے اتنا اوپر اٹھا دیا کہ میرا ہاتھ اب اس تک پہنچ سکتا تھا--- اس سے ناامیدانہ اشتیاق کا خاتمہ ہو گیا--- اس کی جگہ دل چسپی لطف اور زیادہ مادی قسم کے جذبات نے لے لی تھی-----" (2)

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نعیم کی جذباتی وابستگی میں محرومی اور احساسِ کم مائیگی بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس شخصیت کو وہ پہلے اپنی دسترس سے باہر سمجھتا تھا، اس تک پہنچنے کی امید پیدا ہوتے ہی اس کے جذبات کی نوعیت تبدیل ہونے لگتی ہے۔ یہی تبدیلی انسانی خواہشات کی پیچیدگی اور نفسیاتی ساخت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

عزیز احمد نے نعیم کے کردار کے ذریعے انسانی لاشعور اور دبی ہوئی خواہشات سے متعلق بعض نفسیاتی تصورات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ انسانی زندگی کی بہت سی محرومیاں، ناکامیاں، خواہشات اور جذبات ایسے ہوتے ہیں جن کا انسان کھلے طور پر اظہار نہیں کر پاتا۔ یہ جذبات انسانی ذہن کی داخلی سطحوں میں محفوظ رہتے ہیں اور مختلف مواقع پر خواب، تخیل، یاد یا کسی دوسرے نفسیاتی عمل کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔

نعیم کی شخصیت بھی اسی قسم کی داخلی کشمکش سے عبارت ہے۔ وہ ایک غریب طالب علم ہے اور بلقیس کو اپنی دسترس سے باہر سمجھتا ہے۔ اسی احساسِ کم مائیگی کے باوجود وہ اپنی صلاحیت اور محنت سے آئی۔ سی۔ ایس میں منتخب ہو جاتا ہے۔ یورپ میں مختلف لڑکیوں سے تعلقات قائم کرنے کے باوجود بلقیس کی یاد اس کے ذہن سے محو نہیں ہوتی۔

خواب، نیم خوابی اور شعور کی رو

بلقیس کی یاد کے زیرِ اثر نعیم کی شعوری اور تخیلی کیفیات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایک مقام پر پاول (گل رخ) کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ پیرس میں اس کی ملاقات ایک امریکی لڑکی ایلس سے ہوتی ہے اور وہ اس سے بھی جذباتی وابستگی محسوس کرنے لگتا ہے۔ مارگریٹ سے بھی اس کے تعلقات قائم ہوتے ہیں۔

یہ صورتِ حال نعیم کی داخلی کشمکش اور جذباتی انتشار کو ظاہر کرتی ہے۔ مصنف نے اس کی شخصیت کے اسی پہلو کو نفسیاتی انداز میں پیش کیا ہے۔ مارگریٹ سے گفتگو کے دوران نعیم اپنی جذباتی کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے

"........ یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم کہ مجھے پہلی محبت کس کے ساتھ ہوئی بھی یا نہیں--- شاید مجھ میں پہلی محبت کی صلاحیت ہی نہیں--- مگر اب تک اپنی زندگی میں تین لڑکیاں مجھے ایسی ملیں، جن کی وجہ سے میں کئی راتوں نہیں سویا، کئی دن پریشان رہا اور سمجھتا رہا کہ ان کا حاصل کر لینا میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے--- ایک ایلس، دوسری میری اور تیسری کون---؟ تیسری ایک ہندوستانی لڑکی تھی--- میری چچا زاد بہن--- اس کا نام بلقیس تھا---" (1)

مندرجہ بالا اقتباس سے نعیم کی جذباتی غیر یقینی اور ذہنی کشمکش نمایاں ہوتی ہے۔ وہ محبت کے جذبے کو کسی ایک شخصیت سے وابستہ نہیں کر پاتا۔ اس کے مختلف جذباتی تجربات اس کی شخصیت کے اس انتشار کو ظاہر کرتے ہیں جسے نفسیاتی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

بلقیس اور غیر آسودہ خواہشات

نعیم جب تک یورپ میں رہتا ہے، بلقیس کی یاد اسے مسلسل ستاتی رہتی ہے۔ سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے اور چلتے پھرتے اسے ایک قسم کا تنہائی کا احساس گھیرے رکھتا ہے اور اس کا ذہن بار بار بلقیس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ بلقیس سے اس کی وابستگی محض ایک عام جذباتی تعلق نہیں بلکہ اس کی غیر آسودہ خواہشات سے بھی وابستہ ہے۔

نعیم کو اپنی سماجی اور معاشی کم مائیگی کا احساس ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بلقیس اس کی پہنچ سے باہر ہے۔ چنانچہ جب وہ آئی سی ایس کا امتحان پاس کر لیتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ

اس قسم کی متعدد جھلکیاں ناول میں ملتی ہیں، جہاں نیم خوابی کی کیفیت کو نمایاں کیا گیا ہے، مثلاً:

اکثر وہ نیم بیداری میں عجیب سے .... " خواب دیکھتا ہے۔ خطئہ جنت نشان ہو جہنم نشان یعنی سر زمین ہندوستان کو واپسی اور شادی کی رات بند کمرے میں تین صوفے اور ایک پلنگ اور بلقیس کے ہنستے ہوئے ہونٹ اور بکھرے ہوئے بال ....،، (4)

یہ اقتباس نعیم کے ذہن میں موجود یادوں، خواہشات اور تخیلات کی آمیزش کو ظاہر کرتا ہے۔ بلقیس کی شخصیت اس کے ذہن میں مسلسل موجود رہتی ہے اور نیم بیداری کی حالت میں مختلف علامتی اور تخیلی صورتوں میں سامنے آتی ہے۔

نعیم کی شخصیت اور جذباتی کشمکش

نعیم ناول کا مرکزی کردار ہے اور پوری کہانی بڑی حد تک اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ,,گریز" بڑی حد تک نعیم کی داخلی اور خارجی زندگی کی روداد ہے تو یہ بات بے جا نہ ہوگی۔ نعیم کے علاوہ ایلس کا کردار بھی خاصا دل چسپ ہے اور مصنف نے اس کردار کی تشکیل پر خاص توجہ دی ہے۔ ناول کے دیگر کردار زیادہ تر ضمنی حیثیت رکھتے ہیں اور نعیم کی دوستی یا رشتہ داری کے حوالے سے سامنے آتے ہیں۔

بلقیس بھی ناول کا ایک اہم کردار ہے۔ اس سے ہمارا تعارف براہِ راست اس کی مسلسل موجودگی کے ذریعے نہیں بلکہ بڑی حد تک نعیم کے ذہن، یاد اور جذبات کے ذریعے ہوتا ہے۔ یورپ میں موجود ہونے کے باوجود نعیم کا ذہن بار بار بلقیس کی طرف لوٹتا ہے، جس سے اس کی شخصیت میں ماضی اور حال کی کشمکش نمایاں ہوتی ہے۔

نعیم دراصل ایک غریب طالب علم ہے۔ والدین کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسے مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر اپنی قابلیت کی بنیاد پر وہ بہت جلد آئی۔ سی۔ ایس میں منتخب ہو کر لندن چلا جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر وہ خود کو مغربی معاشرے اور اس کی آزاد فضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔

بلقیس کو یاد کرتے ہوئے اس کی ذہنی حالت یوں بیان ہوتی ہے:

"دماغ نے ذرا سی کوشش کی تو بلقیس سامنے ...... کھڑی تھی...... مذاق اُڑا رہی تھی کہ سمندر کے اس ذرا سے تلاطم میں آپ کا یہ حال ہو گیا--- واہ--- نعیم--- واہ پھر مذاق اُڑاتے اُڑاتے مجھے پیار اور پریشان دیکھ کر وہ خود بھی پریشان ہوئی اور تسلی دینے لگی۔ جہاز نے دائیں جانب حرکت کی تو اس نے میرے بائیں کان میں جھک کر محبت کا اظہار کیا--- پھر وہ مسکرائی--- پھر میں نے مذاق اُڑایا--- پھر ہنسی--- پھر میری بھی اُڑائی--- پھر فرشتوں کی طرح میری پریشانی سے پریشان ہوئی--- مجھے تسلی دی اور نیند کے ساتھ مل کر غائب ہوگئی---" (3)

مندرجہ بالا اقتباس نیم خوابی کی کیفیت میں شعور اور تخیل کی باہمی آمیزش کو پیش کرتا ہے۔ یہاں نعیم کی یاد، خواہش اور تخیل ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ مصنف نے اس کیفیت کے ذریعے انسانی ذہن کے اس عمل کو پیش کیا ہے جس میں یادیں اور دبی ہوئی خواہشات ایک تخیلی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

فرائڈ کے نظریۂ تحلیلِ نفسی میں خوابوں کو انسانی ذہن کی پوشیدہ خواہشات سے جوڑا جاتا ہے۔ بعض خواہشات سماجی، اخلاقی یا نفسیاتی دباؤ کے باعث براہِ راست اظہار نہیں پا سکتیں، لیکن وہ خواب یا تخیل کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ نعیم کی یہ کیفیت بھی اسی نوعیت کی داخلی کشمکش کی نمائندگی کرتی ہے۔

نیم خوابی کی حالت میں نعیم کی شعوری رو آزادانہ انداز میں بہنے لگتی ہے۔ اسے بلقیس سامنے کھڑی اور مسکراتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جہاز کی حرکت اسے اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے بلقیس اس کے قریب آ کر محبت کا اظہار کر رہی ہو۔ یوں اس کے ذہن کے پردے پر ایک تخیلی منظر تشکیل پاتا ہے۔ عزیز احمد نے نعیم کے ذریعے انسانی شعور اور تخیل کے اس پیچیدہ رشتے کو فن کارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

جذبات کے اسی نفسیاتی پہلو کو عزیز احمد نے اپنے کرداروں کے ذریعے بیان کیا ہے۔
ناول میں یورپی ماحول کی پیش کش بھی اسی تناظر میں اہم ہے۔ یورپ کی نسبتاً آزاد معاشرتی فضا میں انسانی خواہشات کے اظہار کے امکانات مختلف انداز میں موجود ہیں۔ مصنف نے اس ماحول کے ذریعے انسانی تحت الشعور میں موجود خواہشات اور جنسی محرکات کے اظہار کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔
مرد اور عورت کے تعلقات اور جنسی کشش کی جھلکیاں ناول میں اس وقت زیادہ نمایاں ہوتی ہیں جب مصنف نعیم اور دوسرے کرداروں کے ذریعے پیرس کی رنگین شاموں اور نائٹ کلبوں کا ذکر کرتا ہے۔ ان مناظر کو عزیز احمد نے جس بے باکی سے پیش کیا ہے، اس کی ایک جھلک درج ذیل اقتباس :میں دیکھی جا سکتی ہے

---------- ہلکے سفید کپڑوں کے نیچے اس کی " چھاتیاں تھرک رہی تھیں اور اس کے جسم کے اچھل کود سے اس کے بال ہوا میں بلند ہوتے اور پھر شانوں پر گرجاتے تھے---- بے تابی سے اس نے مارگریٹ کا بوسہ لیا---- اس نے اپنے جسم کو مارگریٹ کے جسم سے لپٹے محسوس کیا۔ مارگریٹ کے پستان چھوٹی چھوٹی اور فولاد کی سخت ناشپاتیوں کے سے تھے۔ --- اس کا ہاتھ ادھر اُدھر پھرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے جسم پر بھی مارگریٹ کی انگلیوں اور لمبے لمبے نوک "دار ناخنوں کی سر سراہٹ محسوس کی-------------
(6)

انھی نازک پہلوؤں کی وجہ سے عزیز احمد پر عریاں نگاری کے الزامات بھی عائد کیے گئے ہیں۔ تاہم ادب میں انسانی جسم اور جنسی جذبے کی پیش کش کو محض عریاں نگاری تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ فن پارے میں اس قسم کی پیش کش کا تعلق کردار، ماحول، انسانی نفسیات اور موضوع کی ضرورت سے بھی ہو سکتا ہے۔
عریاں یا بے باکانہ اظہار کا مقصد ہمیشہ محض لذت آفرینی نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعے انسانی زندگی کے ان پہلوؤں کو بھی سامنے لایا جا سکتا ہے

لندن میں اس کی دوستی ایک انگریز لڑکی ,,میری پاول‘‘ سے ہوتی ہے اور یہ تعلق بہت جلد دوستی سے آگے بڑھ کر محبت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس تعلق کے پس پردہ انسانی کشش اور جذباتی ضرورت کے مختلف پہلو کارفرما ہیں۔
جب نعیم پیرس جاتا ہے تو وہاں اس کی ملاقات ایک امریکی لڑکی ,,ایلس‘‘ سے ہوتی ہے۔ دونوں کے درمیان دوستی قائم ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ تعلق جسمانی کشش سے متاثر دکھائی دیتا ہے، لیکن رفتہ رفتہ اس میں جذباتی وابستگی پیدا ہونے لگتی ہے۔ یوں جنسی کشش بتدریج محبت کے لطیف جذبات سے مل جاتی ہے۔
نعیم کی یہی کیفیت ناول کے اس اقتباس میں نمایاں :ہوتی ہے

------ اب تک وہ ہزاروں بار ایلس کے بوسے لے " چکا تھا ۔ لیکن ان برسوں میں کوئی خاص کیفیت نہ تھی جیسے اور کسی لڑکی کے بوسے لیے جائیں جیسے ان تمام لڑکیوں کے بوسے جو اس نے اب تک لیے تھے---- مگر ابیب ایلس کا بوسہ لیتا تو معلوم ہوتا کہ اس کا دل اس کے ہونٹوں میں آگیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جتنی لذت اس ایک بوسے میں ہے اتنی لذت کسی اور چیز میں نہیں اور ایلس کی انگلیوں کے ناخون تک اسے عزیز معلوم ہوتے ہیں (5)-----"۔

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسمانی قربت کے ساتھ جذباتی وابستگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان کے نفسیاتی رویوں میں جسمانی کشش اور جذباتی تعلق بعض اوقات ایک دوسرے سے جدا نہیں رہتے بلکہ باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔ عزیز احمد نے نعیم کے کردار کے ذریعے انسانی جذبات کے اسی پیچیدہ پہلو کو نمایاں کیا ہے۔

جنسی نفسیات اور انسانی باطن

عزیز احمد کی ناول نگاری میں جنسیات محض جسمانی تجربے کے طور پر سامنے نہیں آتی بلکہ اس کا تعلق انسانی ذہن، جذبات اور داخلی کشمکش سے بھی ہے۔ محبت، خواہش اور جنسی آسودگی انسانی ذہن میں نئی کیفیات پیدا کرتی ہیں۔ انسان کے

اپنے ناولوں کا حصہ بنایا۔ اس طرح انھوں نے اردو ناول کو صرف خارجی زندگی کے مسائل تک محدود نہیں رکھا بلکہ انسانی باطن کے پوشیدہ اور پیچیدہ گوشوں کو بھی موضوع بنایا۔ ان کی یہی کوشش اردو ناول کی فکری اور فنی ترقی میں اہم حیثیت رکھتی ہے اور بعد کے ناول نگاروں کے لیے انسانی شخصیت کے نفسیاتی مطالعے کی نئی راہیں ہموار کرتی ہے۔

حوالہ جات:

1) عزیز احمد ---- گریز --- مکتبۂ جدید لاہور 1948 --- ص--- 287

2) عزیز احمد ،، گریز،، --- ص---- 24

3) عزیز احمد ---- ،، گریز،، -- ص- 41

4) عزیز احمد ---- ،،گریز،، ص--- 130

5) عزیز احمد ---- ،، گریز،، ص--- 121

6) عزیز احمد ---- ، گریز -- ص---- 291.

جنھیں سماجی سطح پر چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جدید ادب، بالخصوص مغربی ادب، میں انسانی جسم، خواہش اور جنسی کشمکش کو انسانی شخصیت کے مطالعے کا ایک اہم حصہ سمجھا گیا ہے۔

نتیجہ:

مختصر یہ کہ عزیز احمد نے اردو ناول میں انسانی شخصیت کے نفسیاتی اور داخلی پہلوؤں کو خصوصی اہمیت دی۔ ان کی ناول نگاری میں جنسی جذبات، محرومی، احساسِ کمتری، خواہش، محبت، خواب اور ذہنی کشمکش ایک دوسرے سے مربوط صورت میں سامنے آتے ہیں۔

ناول ,,گریز“ میں نعیم کا کردار تحلیلِ نفسی کے مطالعے کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی شخصیت میں شعور اور لاشعور، خواہش اور محرومی، محبت اور جسمانی کشش، ماضی اور حال، مشرق اور مغرب کے درمیان ایک مسلسل کشمکش موجود ہے۔ بلقیس کی یاد، ایلس اور میری پاول سے تعلقات اور نیم خوابی کی کیفیات اس کی داخلی شخصیت کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

عزیز احمد نے فرائڈ کے نظریۂ تحلیلِ نفسی سے متاثر ہو کر انسانی ذہن اور اس کی پیچیدگیوں کو